'اسلاموفوبیا' کی حقیقت

مجتبیٰ فاروق°

'اسلاموفوبیا' کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ لفظ بطور اصطلاح سب سے پہلے برطانیہ میں استعمال کیا گیا۔ کچھ ماہرین کا کہنا ہے کہ: ''یہ اصطلاح ۱۹۹۱ء میں امریکی رسالہ Insight میں معرض وجود میں آئی''۔ ایٹن دیمت اور سلیما بن ابراہیم نے فرانس میں یہ اصطلاح ۱۹۲۵ء میں استعمال کی، جب انھوں نے کہا کہ: occes detive islampnobia۔[1] اگرچہ اُس وقت یہ اصطلاح، آج کے عہد میں زیر استعمال اصطلاح کے تناظر میں نہیں تھی۔

کسی بھی چیز یا عمل سے خوف کھانے کو 'فوبیا' کہا جاتا ہے۔ اس کے لیے مختلف اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں، مثلاً وہ شخص جس کو پانی سے ڈر لگتا ہو، اس کے لیے 'ہایڈروفوبیا' کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ اسی طرح سے ایک اصطلاح 'فوبوفوبیا' ہے۔ اس مرض کا مریض کسی حادثے کو دیکھ کر خوف زدہ رہتا ہے۔ کچھ لوگوں کو اُونچائی سے ڈر لگتا ہے وہ 'ایکروفوبیک' کے مریض ہوتے ہیں، جب کہ 'مونوفوبیک' بھی ایک نفسیاتی بیماری کا نام ہے جس کا مریض تنہائی سے ڈرتا ہے۔

'فوبیا' (phobia) خوف، ڈر اور نفرت رکھنے کو کہتے ہیں۔ یہ ذہن کی اس مریضانہ کیفیت کا نام ہے، جو کسی کی طرف سے خوف یا نفرت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔[2] چیمبرز ڈکشنری میں 'فوبیا' کا یہ معنی مذکور ہے: a fear, aversion, or hatred esp, morbid and irrational۔

'فوبیا' غیر منطقی اور مریضانہ ذہنیت کا نام ہے، جو خوف، بے رغبتی اور نفرت پر مبنی ہے۔ جب لفظ 'فوبیا' کو اسلام کے ساتھ جوڑا جائے تو اس کے معنی ومفہوم: ''اسلام سے خوف، ڈر یا نفرت'' کے

° ریسرچ اسکالر ادارہ تحقیق اسلامی، علی گڑھ

ہوتے ہیں، جو مخالفین اسلام اور معترضین کے دل و دماغ میں رچ بس گیا ہے۔ اسلام کی حقیقی تصویر کو بگاڑنا، مسلمانوں کو بدنام کرنا، انھیں جاہل اور خوف ناک رُوپ میں پیش کرنا، اور انھیں ذہنی و جسمانی طور سے پریشان کرنا، تشدد کا نشانہ بنانا، مساجد اور اسلامی شعائر پر حملے کرنا، مسلمانوں کے مخصوص لباس پر طعنے دینا اور ان کے تہذیبی تشخص اور جائز اور بنیادی حقوق سے محروم کرنا وغیرہ، 'اسلاموفوبیا' کی مختلف شکلیں اور حربے ہیں۔ اگر جامع الفاظ میں بیان کیا جائے تو یہ صورت سامنے آتی ہے:

'اسلاموفوبیا' سے مراد، اسلام، مسلمان اور اسلامی تہذیب و ثقافت سے نفرت اور خوف کا اظہار اور عمل ہے۔ 'اسلاموفوبیا' ایک ایسا نظریہ ہے جس کے مطابق دنیا کے تمام یا اکثر مسلمان جنونی ہوتے ہیں جو غیر مسلموں کے بارے میں متشددانہ نقطۂ نظر رکھتے ہیں۔

'آرگنائزیشن آف اسلامک کوآپریشن' (OIC) نے 'اسلاموفوبیا' کی تعریف اس طرح بیان کی ہے: ''اسلام کے خلاف غیر منطقی، جارحانہ اور سخت ناپسندیدگی کے اظہار کا نام 'اسلاموفوبیا' ہے''۔

اسی طرح 'اسلاموفوبیا' میں مسلمانوں کو نفسیاتی، سماجی اور تہذیبی طور پر ہراساں کرنا اور اسلام کے ماننے والوں کو ملک و قوم کے اقتصادی، سماجی، سیاسی اور روزمرہ زندگی سے بے دخل کرنا بھی شامل ہے۔ دنیا میں مسلم اقلیتوں کے ساتھ عملاً ایسا ہی سلوک ہو رہا ہے۔ مخالفینِ اسلام کی طرف سے یہ مبنی بر جاہلیت بات بھی دہرائی جاتی ہے کہ: ''اسلام میں کوئی تہذیب ہی نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو وہ مغربی تہذیب سے ہر اعتبار سے کم تر ہے''۔ علاوہ ازیں وہ اپنے آپ کو اعلیٰ اور مسلمانوں کو کم تر باور کرتے ہیں۔ برطانیہ کا ایک تحقیقی ادارہ 'دی رُونی میڈ ٹرسٹ' بائیں بازو کا ایک 'مرکز دانش' (تھنک ٹینک) ہے، جس نے ۱۹۹۷ء میں: 'اسلاموفوبیا ہم سب کے لیے چیلنج' کے عنوان کے تحت ایک دستاویز میں 'اسلاموفوبیا' کی تعریف کے درج ذیل آٹھ نکات بیان کیے ہیں:[۳]

● اسلام ایک توحید پرست، جامد اور ناقابلِ تغیر مذہب ہے۔ ● اسلام ایسا منفرد مذہب ہے، جس میں دیگر مذاہب اور تہذیبوں سے مختلف اقدار ہیں۔ ● یہ غیر معقول، قدامت پرست، جنسی تفریق پر مبنی، خطرناک، دہشت گردی اور تہذیبی تصادم کو فروغ دینے والا مذہب ہے۔ ● مغربی فکر و تہذیب سے کم تر مذہب ہے۔ ● اسلام ایک سیاسی نظریہ ہے۔ ● اسلام مغربی فکر و اقدار پر غیر معمولی تنقید کرتا ہے۔

'اسلاموفوبیا' کی تاریخ

یہ سب باتیں تو ہیں آج کی، لیکن ہم ماضی میں دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ صدیوں سے یہی پروپیگنڈا چلا آرہا ہے۔ اسلام کے خلاف بُغض وعناد، نفرت اور خوف بعثت نبویؐ سے ہی شروع ہوگیا تھا۔ جب اللہ کے رسولؐ نے لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچانا شروع کیا تو دشمنان اسلام نے اسلام کے خلاف زبردست محاذ سنبھالا۔ وہ ہر اس جگہ پہنچ جاتے، جہاں اللہ کے رسولؐ پیغام پہنچاتے تھے۔ وہ اللہ کے رسولؐ پر بے جا الزامات واعتراضات عائد کرتے تھے کہ یہ نعوذ باللہ 'کاہن' اور 'شاعر' وغیرہ ہیں، اور لوگوں سے کہتے تھے کہ ان کی باتوں میں نہ آیئے۔

اس کی ایک مثال حضرت طفیلؓ بن عمر دوسی کی ہے۔ جس زمانے میں حضرت طفیلؓ کا مکہ آنا ہوا، قریش کے وہ اشخاص جو لوگوں کو نبی کریمؐ کے پاس آنے سے روکتے تھے، ان کے پاس بھی پہنچے اور کہا کہ: ''تم ہمارے شہر میں مہمان آئے ہو۔ اس لیے از راہ خیر خواہی تم کو آگاہ کیے دیتے ہیں کہ اس شخص نے ہمارے اندر پھوٹ ڈال کر ہمارا شیرازہ بکھیر دیا ہے۔ نہیں معلوم کہ اس کی زبان میں کیا سحر ہے، جس کے زور سے وہ بیٹے کو باپ سے، بھائی کو بھائی سے، اور بیوی کو شوہر سے لڑا دیتا ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں تم اور تمھاری قوم بھی ہم لوگوں کی طرح اس کے دام میں نہ آجائے۔ اس لیے ہمارا دوستانہ مشورہ ہے کہ تم اس سے نہ ملو اور نہ اس کی بات سنو'۔ غرض کہ ان لوگوں نے انھیں ہر ممکن طریقے سے سمجھا کر نبی کریمؐ کی ملاقات سے روک دیا۔ طفیل دوسیؓ نے اس خیال سے کہ مبادا نبی کریمؐ کی آواز کانوں میں پڑ جائے، دونوں کانوں میں روئی ٹھونس لی مگر بالآخر وہ نبی کریمؐ کی زبان سے قرآن کی آیتیں سن کر متحیر ہوگئے اور اسلام کی آغوش میں آگئے۔[۴]

سخت جاں قافلہ جوں جوں آگے بڑھتا گیا، دشمنان اسلام کا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خوف وخطرہ اور عناد وبغض بھی بڑھتا گیا۔ دورِ نبوت کے بعد عہد فاروقی میں جب مسلمانوں نے یروشلم اور شام کو فتح کرلیا، جو اس وقت عیسائیوں اور یہودیوں کا مرکز تھا تو انھوں نے اسلام اور اس کے ماننے والوں کے خلاف طرح طرح کی سازشیں شروع کیں۔ اس کے بعد دوسری صدی عیسوی میں مسلمانوں نے یورپ کے مغربی حصے کی طرف رخ کر کے اسلام کی روشن تعلیمات کو پہنچایا۔ بعد میں سلطان محمد فاتح [۳۰ مارچ ۱۴۳۲ء- ۳ مئی ۱۴۸۱ء] نے اس کو مزید وسعت دے کر

اسلامی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا۔ علاوہ ازیں قسطنطنیہ [استنبول] کو بھی فتح کر لیا۔

اس سے قبل جب ۱۰۹۹ء کے بعد عیسائی اور یہودی دنیا نے صلیبی جنگوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خوف، نفرت، خطرہ اور منفی نفسیاتی اثرات مرتب کیے۔ اسلامی تاریخ میں صلیبی جنگوں کا عہد نازک ترین دور تھا۔ پوری عیسائی دنیا مسلمانوں کی اور ان کے مذہب کی بیخ کنی کے لیے اُمنڈ پڑی تھی، مگر انھوں نے پامردی اور جرأت کے ساتھ ان کا مقابلہ کر کے ان کے ارادوں کو ملیامیٹ کر دیا۔ وہ ان کی تاریخ کا بہت ہی زریں کارنامہ کہا جا سکتا ہے۔[۵]

'اسلاموفوبیا' منظم طریقے سے صلیبی جنگوں سے شروع ہوا، کیوں کہ عیسائی دنیا کو فوج کی کثرت اور بے شمار وسائل کے باوجود کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ مشہور مصنفہ اور راہبہ کیرن آرمسٹرانگ [پ: ۱۹۴۴ء] نے اعتراف کیا کہ: ''اسلاموفوبیا کی تاریخ صلیبی جنگوں سے ہی جا ملتی ہے''۔[۶] یعنی عیسائی دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت اور خوف رکھنے کی تاریخ محفوظ و مدون ہے۔

'اسلاموفوبیا' نائن الیون کے بعد

مغرب کا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مخالفانہ رویہ ۲۰ویں صدی کے اختتام اور نائن الیون (۱۱ستمبر ۲۰۰۱ء) کے بعد اپنے عروج پر پہنچ گیا۔ اسلامی تعلیمات اور اقدار کو مغرب نے اپنی پیش کردہ لبرل جمہوریت کے نظریے سے متصادم قرار دیتے ہوئے کہا کہ: ''اسلام اور مسلم دنیا مغربی فکر و اقدار اور تہذیب کے ہم پایہ نہیں ہے''۔ اس نظریے کے تحت مغرب اور یورپ اپنی تہذیبی بالادستی قائم رکھنے کے لیے اسلام کو بُرا نام دینے اور مسلمانوں کے خلاف نت نئے حربے استعمال کر رہے ہیں۔ ۱۱ستمبر ۲۰۰۱ء کو جب کچھ مہم جوؤں نے امریکا کے 'ورلڈ ٹریڈ سنٹر' پر حملہ کیا (جو کسی بھی اعتبار سے درست قرار نہیں دیا جا سکتا)۔ اس کے بعد مغرب اور مغرب کے زیر اثر قوتوں کے ہاں اسلام کی تعلیمات، تہذیب اور تاریخ کو نشانہ بنانے میں کسی قاعدے، کلیے، عدل اور اخلاق کا لحاظ نہ کیا گیا۔ تب سے اب تک مسلمانوں کے تہذیبی اور ثقافتی اداروں کے ساتھ مساجد، اسکولوں اور اسلامی مراکز پر بھی حملے کیے جا رہے ہیں۔

مغرب میں ایک ہی بات بار بار دہرائی جا رہی ہے کہ اسلام 'انتہا پسندی' کا ذریعہ ہے۔ یہ امریکا میں مارچ ۲۰۰۲ء میں ۲۵ فی صد لوگوں کی رائے تھی، جب کہ ۲۰۱۴ء میں یہ ۵۰ فی صد

تک پہنچ گئی۔[۷] برطانیہ میں بھی یہی صورت حال ہے۔

کیرن آرم سٹرانگ لکھتی ہیں: ''نائن الیون کی پانچویں برسی کے موقعے پر پاپاے اعظم بینیڈکٹ [پ: ۱۹۲۷ء] نے جرمنی میں جو متنازع بیان دیا، اس نے 'اسلاموفوبیا' کی لہر کو اور بڑھادیا۔ اس سے یہی تاثر ملتا ہے کہ 'اسلاموفوبیا' کی تحریک کو فروغ مل رہا ہے اور مغرب ایک نئی صلیبی جنگ کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے۔[۸]

مغرب اور یورپ میں اسلام اور پیغمبرؐ اسلام کی تضحیک کی جاتی ہے اور مذاق اڑایا جاتا ہے، کیوں کہ انھیں معلوم ہے کہ مسلمان رسول پاکؐ اور ان کی تعلیمات سے بے حد عقیدت رکھتے ہیں۔ اسی لیے مغرب اور یورپ میں ہر زمانے اور ہر وقت اللہ کے رسولؐ پر رکیک حملے کیے جاتے ہیں۔ اس معاملے میں وہاں کا ہر طبقہ پیش پیش ہے۔ چاہے وہ حکمرانوں یا پالیسی سازوں کا طبقہ ہو یا دانش وروں، مصنفوں، فن کاروں اور ادیبوں کا، غرض کہ ان میں ہر گروہ یا طبقے کے سرگرم افراد اسلام اور نبی کریمؐ کی ذاتِ اقدس پر حملہ کرنے کی کوشش میں مصروف عمل ہیں۔

مشہور مستشرق پروفیسر منٹگمری واٹ [م: ۱ اکتوبر ۲۰۰۶ء] نے نبی کریمؐ کی ذات اقدس پر کیچڑ اچھالنے کے حوالے سے مغرب کے تاریخی کردار کے بارے میں لکھا ہے: ''تاریخ کی کسی بھی بڑی شخصیت کو اتنا ہتک آمیز طور پر مغرب میں پیش نہیں کیا گیا، جتنا کہ محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] کو پیش کیا گیا ہے''۔[۹]

مغرب میں اسی فضا کو پروان چڑھایا جارہا ہے، گویا: ''اسلام اور مسلمانوں سے متعلق ہر چیز کا دوسرا نام انتہا پسندی اور دہشت گردی ہے''۔ دنیا میں جہاں بھی مسلمان اقلیت میں ہیں ان کی شہریت پر سوالات، پاسپورٹ مشکوک، نقاب وحجاب میں ملبوس عورتیں شکوک وشبہات کی شکار ہیں۔ جس مذہب کو سب سے زیادہ ہدف تنقید و ملامت بنایا جارہا ہے وہ اسلام ہی ہے۔ CSEW [کرائم سروے فار انگلینڈ اینڈ ویلز] کی تحقیق کے مطابق نفرت اور عداوت کے شکار سب سے زیادہ مسلمان ہیں، جن کا تناسب ۸ء۴۳ فی صد ہے۔ اس کے برعکس ہندو ۰ء۳ فی صد، عیسائی ۰ء۱ فی صد اور باقی مذاہب کا تناسب ۰ء۵ فی صد ہے[۱۰]، اور اس میں مسلسل اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ نائن الیون کے بعد مسلمانوں پر تشدد کے بھی بے شمار واقعات رونما ہوئے ہیں۔ CAIR

[کونسل آن امریکن اسلامک ریلیشنز] کے مطابق امریکا میں: ۲۰۰۵ء کے دوران ۱۹۷۲، جب کہ ۲۰۰۶ء میں ۲ہزار ۴سو۲۷ حادثات اور حملے مسلمانوں پر ہوئے۔[۱۱]

اسی چیز کو پھیلا کر دیکھیے تو مغرب میں نائن الیون کے بعد جب کسی مسلمان سے کوئی جرم یا خطا سرزد ہو جاتی ہے تو اس کو نہ صرف شک کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے بلکہ قانون کے دائرے میں بھی لیا جاتا اور اسلام پر انگلیاں اٹھائی جاتی ہیں۔ اس کے برعکس کسی دوسرے مذہب سے تعلق رکھنے والے شخص سے جرم یا قتل سرزد ہو جاتا ہے تو صرف اس کی ذات کو تنقید کی زد میں لایا جاتا ہے۔

'اسلاموفوبیا' اور مغربی میڈیا

میڈیا 'اسلاموفوبیا' کی جڑ مضبوط کرنے اور پھیلانے میں ملکی اور بین الاقوامی سطح پر زبردست کردار ادا کر رہا ہے۔ مسلمانوں کو متشدد، گمراہ، جاہل، انتہا پسند اور جنونی کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ نائن الیون کے بعد سے مغرب اور یورپ کا کوئی ایسا اخبار اور رسالہ نہ ہوگا، جس میں آئے روز اسلام اور اس کے ماننے والوں کے خلاف زہرافشانی نہ کی گئی ہو۔ برطانیہ کے قومی اخبارات ہر ماہ اوسطاً پانچ سو سے زیادہ تحریریں اسلام اور مسلمانوں کے متعلق شائع کرتے ہیں۔ ان میں سے ۹۱ فی صد مضامین میں منفی تصویر پیش کی گئی، جب کہ صرف ۴ فی صد نے کسی حد تک مثبت خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے علاوہ ۶۰ فی صد میں اسلام کو مسیحی اور مغربی دنیا کے لیے خطرے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اور زبان بھی اس کے لیے بازاری قسم کی استعمال کی جاتی ہے، مثلاً پیغمبرؐ اسلام کے لیے وہ جان بوجھ کر ذومعنی اور ناشائستہ الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔

اسی طرح جب مسلم دنیا میں کوئی شخص یا عورت اسلام اور پیغمبرؐ اسلام کی شبیہہ بگاڑنے کی کوشش کرتا یا کرتی ہے تو مغربی اور یورپی میڈیا اس کو امت مسلمہ کے لیے 'رول ماڈل' کی حیثیت سے پیش کرتا ہے۔ جس کی بدترین مثال بھارتی نژاد سلمان رشدی، بنگلہ دیشی تسلیمہ نسرین، پاکستان کی ملالہ یوسف اور صومالیہ کی ایان حرثی علی کی ہے۔ اس رویے پر کیرن آرم سٹرانگ نے لکھا ہے:

> مغربی اسکالرز نے اسلام کو کھلے عام گستاخانہ اور ہتک انگیز مذہب قرار دیا اور پیغمبرؐ اسلام پر جھوٹ کہنے اور تلوار پر مبنی پُرتشدد مذہب کی بنیاد ڈالنے کا الزام دہرایا۔[۱۲]

مغربی میڈیا کی یہ سب زہرافشانیاں، جنھیں وہ 'آزادیِ رائے' کہتے ہیں، صرف اسلام،

پیغمبرؐ اسلام اور مسلمانوں تک ہی محدود ہیں۔ لیکن جب بھی کوئی ان کی فکر و تہذیب، ثقافت، سیاست اور اخلاقیات پر کسی قسم کی تنقید کرتا ہے، تو اسے وہ آزادیِ اظہارِ رائے پر حملہ قرار دیتے ہیں۔

'اسلاموفوبیا' اور حجاب

مغربی اور یورپی ممالک میں مسلسل نہ صرف اسلام اور پیغمبرؐ اسلام بلکہ مساجد، اسلامی مراکز، اس نفرت کا نشانہ بن رہے ہیں، بلکہ روزمرہ کاموں، سفر اور دفاتر میں مسلم خواتین کے ساتھ ہتک آمیز سلوک کے واقعات بھی بڑھ رہے ہیں۔

۲۰۱۳ء کی اسی رپورٹ میں ایک ۲۱ سالہ حاملہ خاتون کی مثال پیش کی گئی، جب اس پر حملہ کیا گیا تو اس وقت وہ حجاب پہنے ہوئی تھیں۔ دو مردوں نے اس کا اسکارف چھین لیا۔ پھر اس کے بال کٹوائے، اس کے بعد اس کے پیٹ پر لاتیں ماریں، جس کی وجہ سے اس کا حمل ضائع ہوگیا۔[۱۳] اسی طرح سے بہت سی خواتین نے اپنے ساتھ کی گئی زیادتی کی داستان الم سنائی۔ لندن میں حال ہی میں ایک شرم ناک واقعہ پیش آیا جس میں ایک باحجاب مسلم لڑکی کو بھری ٹرین میں نسلی تعصب کی بنیاد پر حملے کا نشانہ بنایا گیا۔[۱۴]

'اسلاموفوبیا' اور مغربی حکمران

مغرب اور یورپ میں میڈیا، ادبا، اور دانش وروں کے ساتھ ساتھ حکمران طبقہ بھی 'اسلاموفوبیا' کو فروغ دینے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا ہے۔ امریکا میں اس کی بہت سی مثالیں ضرب المثل بن چکی ہیں۔ یورپ میں فرانس وہ ملک ہے جہاں سب سے زیادہ مسلمان (۶۰ لاکھ) آباد ہیں۔ مارین لوپون [پ: ۱۹۶۸ء] وہاں مسلم مخالف قدامت پسند جماعت 'فرنٹ نیشنل' [تاسیس: ۵/اکتوبر ۱۹۷۲ء] کی سربراہ نے ۲۰۱۰ء میں بیان دیا کہ ''جب مسلمان، گلیوں اور سڑکوں پر عبادت کرتے ہیں تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ نازی جرمن دوبارہ فرانس پر قبضہ کریں گے''۔ وہ حکومت سے حجاب اور مسلم مہاجرین کی آمد پر پابندی کا مسلسل مطالبہ کرتی آرہی ہے۔ اسلام مخالف یورپی حکمرانوں میں ہالینڈ کا خیرت دیلدرس بہت مشہور ہے اور پارٹی فارفریڈم کا سربراہ بھی ہے۔ جس کا لائحہ عمل ہے کہ: ''اب وہ وقت آپہنچا ہے جب یورپی معاشروں کو مسلمانوں

سے پاک کر دیا جائے اور ہمیں چاہیے کہ مسلمانوں پر اپنی سرحدیں بند کر دیں''۔[۱۵]

'اسلاموفوبیا' اور نسلی تعصب

بعض ماہرین کے مطابق: ''اسلاموفوبیا مسلمانوں اور عربوں کے خلاف نسلی تعصب کا نام ہے''۔ مذہبی اور نسلی تعصب زیادہ تر ڈنمارک، جرمنی، ہنگری، سوئٹزرلینڈ، سویڈن، ایسٹونیا، یونان اور اٹلی میں پایا جاتا ہے۔[۱۶] مغربی اور یورپی دنیا میں مسلمانوں کے لیے 'Others' یعنی 'دوسروں' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ ڈاکٹر موسیلاتن کیری (ہارورڈ یونی ورسٹی) لکھتی ہیں:

> یورپ اور مغرب، اسلام اور مسلمانوں کو دشمن کے طور پر پہلے ہی سے پیش کرتے آ رہے ہیں۔ قرون وسطیٰ سے مسلمانوں کو مغرب میں غیروں کے طور پر دیکھا گیا ہے۔ بالخصوص ترقی، قوم، فرد اور سکولرائزیشن کی بنیاد پر مغرب ایک ایسے مستقل میلان طبع کی نشان دہی کرتا ہے، جس کے زیر اثر اسلام کو غیر مہذب رویے سے جوڑا جاتا ہے، اور مسلمانوں کی اقدار اور شناخت کو لاحق خطرے کی شکل میں داخلی دشمن کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مغربی تہذیب کے ساتھ برسرِ پیکار خارجی دشمن بھی سمجھا جاتا ہے۔[۱۷]

آسٹریلیا میں مسلمانوں کو امتیازی سلوک اور مذہبی عدم رواداری کا غیر مسلموں کے مقابلے میں تقریباً تین گنا زیادہ سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ تقریباً ۶۰ فی صد لوگوں کا کہنا تھا کہ انھیں 'اسلاموفوبیا' کی کسی نہ کسی قسم کا سامنا رہا ہے۔[۱۸] اسی طرح سے ایئرپورٹ پر جہاز سے چڑھتے اور اُترتے وقت بھی مسلمانوں کو مشکوک نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ نومبر ۲۰۱۵ء میں امریکی ریاست شکاگو سے فلاڈلفیا جانے والی پرواز کے دو مسافروں کو اس وجہ سے جہاز پر سوار ہونے سے روک دیا گیا، کیوں کہ یہ آپس میں عربی بول رہے تھے۔ برطانیہ میں مسلمانوں پر حملوں میں ۳۰۰ فی صد اضافہ ہوا ہے۔[۱۹] اور مسلمان اپنے آپ کو مغربی اور یورپی ممالک میں قدرے الگ تھلگ محسوس کر رہے ہیں۔

'اسلاموفوبیا' بھارت میں

بھارت میں بھی مسلم مخالف لہر زوروں پر ہے، جہاں آئے روز مسلمان نوجوانوں کو

اسلام پسندی کی بنیاد پر گرفتار کر کے ظلم وستم کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔اس طرح مسلم شناخت کی بنیاد پر مسلمانوں کو بہت سے حادثات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہاں 'اسلاموفوبیا' کی بنیاد پر ہی گودھرا، میرٹھ اور مظفر نگر جیسے فسادات واقع ہوئے۔۲۵ راگست ۲۰۱۵ء کو بنگلور میں ایک لڑکے شاکر کو مبینہ طور پر بجرنگ دل کے کارکنوں نے کھمبے سے باندھ کر بے رحمی سے پیٹااور اس کے کپڑے تارتار کر دیے۔ اسی طرح سے مئی ۲۰۱۵ء کوممبئی میں ایم بی اے گریجویٹ ذیشان کوایک کمپنی نے یہ کہہ کر نوکری دینے سے انکار کر دیا کہ: ''ہم صرف غیر مسلم امیدواروں کو ملازمت پر رکھتے ہیں''۔[۲۰]

راشٹریہ سوامی سیوک سنگھ (آر ایس ایس) ، بجرنگ دل ، بی جے پی اور دیگر بھگوا زعفرانی تنظیموں اور تحریکوں کے قائدین اور سیاسی زعما کے زہر آلود نظریات و بیانات سے بھارت میں ہر مسلمان پریشان ہے۔ زعفرانی تحریکات ہندو اکثریت کو بار بار اس بات کی طرف توجہ دلاتی رہی ہیں کہ: ''مسلمان بھارت میں اپنی آبادی میں اضافے کے ذریعے اسے مسلم ملک بنانے کی سازش میں لگے ہوئے ہیں اور چند برسوں میں بھارت ایک مسلم ملک بن جائے گا''۔ اس سلسلے میں اب کھلے بندوں یہ پیغام دیا جارہا ہے کہ بھارت میں اقلیتیں کسی بھی جائز مطالبے کی حق دار نہیں ہیں۔

۲۹ تا ۳۱ /اکتوبر ۲۰۱۵ء کو آر ایس ایس کے قومی سطح کے اجلاس نئی دہلی میں جس مسئلے کو مرکزی حیثیت دی گئی، وہ مسلمانوں کی ملک میں بڑھتی ہوئی آبادی تھا۔اجلاس کے اختتام پر ایک قرارداد میں دو باتوں کا اظہار کیا گیا۔ایک یہ کہ: ''بھارتی مذاہب ہندومت، بدھ مت اور جین مت کے ماننے والوں کی آبادی میں تشویش ناک حد تک کمی آرہی ہے''۔ دوسری یہ کہ: ''مسلمانوں کی آبادی میں بے حد اضافہ ہورہا ہے''، اور آخر میں یہ پیغام دیا گیا کہ: ''اسلام، مسلمان اور عیسائیت بیرونی مذاہب ہیں۔ یہ بھارت ماتا کو نہیں مانتے''۔[۲۱] آر ایس ایس سے وابستہ ہریانہ کے وزیر اعلیٰ نے انڈین ایکسپریس سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ: ''بھارت میں مسلمان رہیں مگر اس دیش میں ان کو گائے کا گوشت کھانا چھوڑنا ہوگا، یہ یہاں کی گئوماتا ہے۔[۲۲] اس اعلان کے چند ہی روز بعد ایک مسلمان محمد اخلاق کو ہندوؤں نے محض اس افواہ کی بنیاد پر کہ اس نے گائے کا گوشت کھایا ہے، مار مار کر ہلاک کر دیا۔

'اسلاموفوبیا' کے چیلنج کا سامنا کرنے کے لیے درج ذیل اُمور کو پیش نظر رکھتے ہوئے اقدامات اُٹھانے کی ضرورت ہے:

فریضۂ دعوت کی ادایگی

تمام انبیاے کرامؑ کو دعوت الی اللہ کا حکم دیا گیا۔ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ حکم ملا:
یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا o وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا o (احزاب۳۳:۴۵-۴۶) اے نبیؐ! ہم نے تمھیں بھیجا ہے گواہ بنا کر، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر، اللہ کی اجازت سے اس کی طرف دعوت دینے والا بنا کر اور روشن چراغ بنا کر۔

اس کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ کے ہر فرد کو اس ذمہ داری کا مکلف ٹھیرایا گیا:
کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ط (اٰل عمرٰن ۳:۱۱۰) اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اس آیت سے پتا چلتا ہے کہ امت مسلمہ امر بالمعروف نہی عن المنکر کی بنیاد پر ہی خیر امت ہے۔ اور ہر مسلمان دعوت الی اللہ کے فریضے کو انجام دینے کے لیے ذمہ دار بنایا گیا ہے۔ یہ صرف چند مخصوص تنظیموں، اداروں اور علما کا کام نہیں بلکہ امت مسلمہ سے وابستہ ہر فرد کا کام ہے:
قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ قف عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ ط وَسُبْحٰنَ اللّٰہِ وَ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ o (یوسف۱۲:۱۰۸) تم ان سے صاف کہہ دو کہ ''میرا راستہ تو یہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میں خود بھی پوری روشنی میں اپنا راستہ دیکھ رہا ہوں اور میرے ساتھی بھی، اور اللہ پاک ہے اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں''۔

آج دعوت الی اللہ کی اہمیت اور افادیت پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے کیوں کہ مشرق و مغرب میں متلاشیانِ حق حقیقی راہ اختیار کرنے کے لیے ترستے رہتے ہیں، لیکن ان تک یہ پیغام حق پہنچانے والا کوئی نہیں ہے۔ مسلمانوں نے دعوت الی اللہ کے فریضے کے ساتھ بے حد غفلت برتی ہے، اب وہ وقت آ گیا ہے کہ تمام مسلمان اس کارخیر کی انجام دہی میں تن من دھن سے لگ جائیں۔

ذرائع ابلاغ کا مفید استعمال

اسلام کی حقیقی تصویر کو بگاڑنے میں میڈیا زبردست کردار ادا کر رہا ہے۔ اسلام دشمن میڈیا اور معترضین زہرآلود مکالمے اور بیانات دینے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ مغربی اور یورپی لوگوں کو میڈیا نے اسلام کے تئیں جاہل اور گمراہ قرار دیا ہے۔ دوسری جانب وہاں کے لوگوں کی اسلام کے متعلق جو معلومات ہیں وہ یا تو اخبارات سے حاصل کرتے ہیں یا ٹی وی کے ذریعے سے، جو اسلام کی انتہائی مسخ شدہ تصویر لوگوں کے سامنے رکھتے ہیں۔ You Gov سروے کے مطابق ۵۷ فی صد لوگ وہاں اسلام کے متعلق معلومات ٹی وی چینل کے ذریعے اور ۴۱ فی صد لوگ اخبارات سے حاصل کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں امت مسلمہ کو میڈیا کے تئیں حساس اور سنجیدہ ہونا چاہیے، اور مسلم حکومتوں کو میڈیا پر اچھی خاصی رقم خرچ کر کے میڈیا میں نہ صرف نمایندگی بلکہ کارِدعوت کے لیے استعمال میں لانا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

علمی اور فکری تیاری

ہم اہلِ مغرب سے یہ نہیں کہتے کہ آپ اسلام، حضرت محمدؐ، قرآن اور تہذیبِ اسلامی پر علمی اور دیانت داری سے تنقید نہ کریں، بلکہ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ بازاری زبان استعمال کر کے بے بنیاد اعتراضات، پروپیگنڈا اور جھوٹے الزامات نہ لگائیں۔ پروفیسر خورشید احمد کے الفاظ میں:

> اسلام کو پیش کرنے میں انھوں نے بالعموم تعصب، جانب داری اور غیر سائنٹی فک اسلوب اختیار کیا ہے۔ اسلام کے متعلق ان کی معلومات غلط، ناقص اور مبالغہ آرائی پر مبنی ہیں۔ ان کو پورا حق ہے کہ وہ اسلام پر تنقید کریں لیکن پسندیدہ، معتبر، سنجیدہ اور متوازن طریقے سے۔[۲۳]

لیکن مسلمانوں کو بھی جواب دینے کے لیے روایتی طریقے سے ہٹ کر ایک نئے بیانیے کے ساتھ سامنے آنا چاہیے۔ ان کے اعتراضات، الزامات اور پیغمبرؐ اسلام کی زندگی پر حملے کے جواب میں محض احتجاج اور مظاہرے کرنا کوئی حل نہیں ہے، اور نہ جذبات میں بہہ کر اور مشتعل ہو کر جارجیت کا جواب جارجیت سے دینے میں اسلام کا کچھ فائدہ۔ علمی اور فکری میدان میں کود کر احسن طریقے سے جواب دینے کی ضرورت ہے۔

اسلام کی روشن تعلیمات کو عام کرنا

عالم اسلام کے سامنے اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کے سلسلے میں کانفرنسوں، کارگاہوں [ورکشاپس] دعوتی مہمات، پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا، اداروں، کتابوں، مضامین اور اس کے علاوہ ہر ممکن طریقے سے مغربی اور یورپی سازشوں اور کارستانیوں کو بے نقاب کیا جائے۔ اسلام کی روشن تعلیمات کو اس طرح پیش کیا جائے کہ ہر ایک ان تعلیمات سے متاثر ہو۔

اسلام کی تعلیمات کو عام کیا جائے ، خصوصاً خاندان کا تصور، بنی آدم، تصورِ عدل، تصورِ رحمت اور امن وغیرہ پر اسلامی تعلیمات کو فروغ دیا جائے۔ اس طرح سود، جوا، نسل پرستی، حرص مال وغیرہ کے خلاف تحریکات چلائی جائیں تاکہ 'اسلاموفوبیا' کے اصل محرکات پر ضرب لگے اور اسلام اور اُمت مسلمہ کے لیے راہ ہموار ہو جائے''۔[۲۴] اس سلسلے میں باہمی اور مسلکی اختلافات اور فروعی مسائل کو بالائے طاق رکھ کر امت کے مفاد عامہ کے لیے پالیسیاں اور اہداف طے کیے جائیں۔

اسلام کا دوسرا نام ہی امن وامان ہے اور یہ عدل وانصاف قائم کرنے کے ساتھ ساتھ قیام امن کی بے حد تاکید کرتا ہے۔ اسلام کا بنیادی نظریہ قیام امن وعدل ہے۔ اس وقت دنیا بھر میں ظلم، تشدد، فسطائیت، فساد، جنگ، قتل غارت گری وغیرہ بڑے پیمانے پر ہو رہی ہیں۔ اس سلسلے میں اسلام اور اس کی بنیادی تعلیمات کو عام کرنے کا بھی ایک سنہرا موقع ہے۔ کیوں کہ دنیا اس وقت امن اور اس کی برکتوں کے لیے ترس رہی ہے۔ مغربی دنیا آج بھی اسلام اور پیغمبرؐ اسلام اور ان کی تعلیمات سے نہ صرف غلط فہمیوں کی شکار ہے، بلکہ لاعلم بھی ہے۔ ایک سروے کے مطابق مغرب میں ۶۰ فی صد لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم اسلام کے متعلق واقفیت نہیں رکھتے ہیں، جب کہ ۱۷ فی صد لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم اسلام کو سرے سے جانتے ہی نہیں۔[۲۵]

'اسلاموفوبیا' کی صورت میں اسلام کو درپیش چیلنج کا اُمت مسلمہ کو نہ صرف ادراک کرنے کی ضرورت ہے، بلکہ اسلام کو دنیاے انسانیت تک پہنچانے کی بھرپور جدوجہد کرنے کی بھی اشد ضرورت ہے، تاکہ دنیا اسلام کی حقیقی تعلیمات سے آگاہ ہو جائے، اور اسلام کے خلاف منفی پروپیگنڈے کی یہ چال خود مغرب میں اسلام کے تعارف کا ذریعہ بن جائے۔

حوالے

۱- کرس ایلن، Islamophobia، لندن، ۲۰۱۰ء، ص ۵۔
۲- اوکسفرڈ انگلش اردو ڈکشنری، شان الحق حقی، اوکسفرڈ یونی ورسٹی پریس، کراچی ۲۰۱۳ ص ۱۲۳۳
۳- Islamophobia: a challange for us all، لندن، ۱۹۹۷ء، ص ۳
۴- شاہ معین الدین احمد ندوی، مہاجرین جلد دوم۔ دارالمصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ، ۱۹۹۶ء، ص ۲۴۷
۵- سیّد صباح الدین عبدالرحمٰن، صلیبی جنگ، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ، ۲۰۰۵ء، ص ۳۹
۶- کیرن آرم سٹرانگ، دی گارڈین، ۸ ستمبر ۲۰۰۶ء
۷- دی واشنگٹن پوسٹ، ۳ دسمبر ۲۰۱۵ء
۸- کیرن آرم سٹرانگ، ایضاً، ۸ ستمبر ۲۰۰۶ء
۹- منٹگمری واٹ، *Muhammad at Mecca*، لندن ۱۹۵۳ء، ص ۵۲
۱۰- دیکھیے: The Fear of Islam at www.news.org
۱۱- عبدالرشید متین: The West Islam and the Muslim Islamophobia and Extremism
۱۲- کیرن آرم سٹرانگ: Muhammad. A Biography of the Prophet، نیو یارک، ۱۹۹۲ء
۱۳- Huge Rise in Islamophobia، جریدہ نیوز ویک، ۱۰ مئی ۲۰۱۵ء
۱۴- دیکھیے: Islamophobia in Briton، ڈیلی ٹیلی گراف، لندن، ۷ ستمبر ۲۰۱۵ء
۱۵- سیّد عاصم محمود، دنیائے مغرب میں بڑھتا ہوا اسلاموفوبیا، لاہور
۱۶- نیوز ویک، ۱۵ مئی ۲۰۱۵ء
۱۷- www.commongroundnews.org
۱۸- روز نامہ انقلاب نئی دہلی، یکم دسمبر ۲۰۱۵ء
۱۹- روز نامہ انقلاب نئی دہلی، نومبر ۲۰۱۵ء
۲۰- 'اسلاموفوبیا: محرکات، اثرات اور تدارک'، عرفان وحید ماہنامہ رفیق منزل، دہلی، اکتوبر ۲۰۱۵ء، ص ۲۳
۲۱- ناظم الدین فاروقی، 'مسلمانوں کی آبادی میں اضافے کی حقیقت'، سہ روزہ دعوت نئی دہلی ۱۰/ اکتوبر ۲۰۱۵ء
۲۲- اسرارالحق قاسمی، 'مسلم دشمنی کی آگ میں بے جے پی'، ماہنامہ ابلاغ ممبئی، نومبر ۲۰۱۵ء، ص ۲۹
۲۳- پروفیسر خورشید احمد: *Islam and The West*، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۶۸ء، ص ۶۲
۲۴- عبدالرشید اگوان، اسلاموفوبیا، رجحانات، اثرات تدارک، اقلیتوں کے حقوق اور اسلاموفوبیا، ایفا پبلی کیشنز، دہلی۔ ۲۰۱۱ء میں ۵۱۷
۲۵- The You Gov survey